OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 28, Issue, 1, 2023
http://alqalamjournalpu.com/

قرآنِ حکیم میں حیوانی تمثیلات کے معنوی پہلو۔ منتخب اردو تفسیری ادب کا مطالعہ

Semantic Aspects of Animal Allegories in the Holy Qur'an. A Study of Selected Urdu Commentary Literature

Dr Uzma Shahzadi
Assistant Professor of Islamic Studies Government Graduate College Women Sheikhupura, Pakistan
Beenish Haseeb
M.Phil. Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab Lahore, Pakistan

Abstract

KEYWORDS:

Quran, Animal, Examples, dog, donkey, spider…

Date of Publication: 30-06-2023

Allah Almighty has said with human nature that if any of his words are explained by example, then he should understand it in the best way. And for the training of human children, examples of animals are given, so that they can better understand what is good and what is bad. As parents are educators, God loves us more than they love us. This method of giving examples is also the style of Quran, which can easily be understood by this article. This topic is very unique and different in its theme. We will try to implement traditional methodology of Islamic studies in this article. And also try to use primary, secondary and modern resources. In this article we will discuss two different types of examples discussed in Quran. i.e., with specification and without specification. The animal is mentioned in different stories and occasions but the parable of the three animals is mentioned in the following.

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کے ساتھ کہاہے کہ اگر اس کی کوئی بات مثال کے ذریعے سمجھائی جائے تو اسے بہترین طریقے سے سمجھنا چاہیے۔ اور انسانوں کے بچوں کی تربیت کے لیے بھی جانوروں کی مثالیں دی جاتی ہیں، تاکہ ان کو بہترین طریقے سے سمجھا جاسکے کہ کیا چیز اچھی ہے اور بری۔ ماں باپ جس طرح مربی ہیں، اس طرح اللہ ہم سے ان کی نسبت زیادہ پیار کرتا ہے، گمراہی میں بھٹکی ہوئی کو راہ راست پر لاتے ہوئے بڑی مثال دیتے ہیں۔ جن میں جانور بھی شامل ہیں، قرآن میں تقریباً120 جانور کا مختلف قصص اور مواقع پر ذکر ہے لیکن تین جانور کی امثلہ کا تذکرہ ذیل میں اس آرٹیکل میں پیش کیا جائے گا۔

تعارف الفاظ موضوع وتمہیدی مباحث

قرآن کا تصور تمثیل نگاری

ا مثال مثل کی جمع ہے،اس کو مَثَلَ، مَثِلَ اور مَثِیل تینوں طرح پڑھا جاسکتاہے، یہ لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے شبہ، شِبہ اور تشبیہ کی طرح ہے۔ ادب میں مثل اس قول کو کہاجاتاہے جو عمومی طور پر بیان کیاجاتاہو، اس میں اسی حالت کو جس کے بارے میں وہ امثال بیان کی گئی ہوں اس حالت سے تشبیہ دی جاتی ہے جس کے لئے وہ امثال کہی گئی تھیں۔[1]

مَثَل، مِثل اور مَثِیل، تینوں کا معنی ایک ہے لیکن اس کا عام استعمال ضرب المثل اردو کے معنی میں ہوتاہے اور بطور استعارہ کسی حالت کے بیان کو بھی کہتے ہیں[2]۔

حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

فان القرآن نزل علیٰ خمسة اوجه حلال وّحرام وّمحكم وّمتشابه وامثال، فاعملوا بالحلال وجتنبوا الحرام واتّبعوا المحكم واٰمنوا بالمتشابه واعتبروا بالامثال[3]۔

”بے شک قرآن کریم پانچ وجوہ کی بناءپرنازل ہواہے۔ حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال، پس تم لوگ حلال پر عمل کرو اور حرام سے اجتناب کرو، محکم کی اتباع اور پیروی کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت ونصیحت حاصل کرو“۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے نازل ہونے والی آخری تحفہ اور دنیا کی سب سے بہترین کتاب ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کی مثالیں ارشاد فرمائی ہیں تاکہ انسانی ذہن بات کی تہہ

تک پہنچنے میں دقت محسوس نہ کرے اور حکم الٰہی کو بہتر انداز میں سمجھ سکے، کیونکہ جو بات مثالوں سے ذہن نشین ہوتی ہے وہ دلائل سے کم وبیش سمجھ آتی ہے قرآن مجید کی مثالوں کی اہمیت اس طرح سے لگائی جاسکتی ہے کہ اگر ممثل جتنا عظیم ہو گا تو امثال بھی اس کے مثل ہوں گے۔

قرآن مجید میں جو امثال بیان کئے گئے ہیں وہ بات کی وضاحت، عبرت اور نصیحت کے لئے بیان ہوتے ہیں۔ ایسی مثالوں سے انسان کا امتحان ہوتا ہے۔ اصحاب فکر و نظر کے لئے یہ مثالیں ہدایت کا سامان پیدا کرتی ہیں اور بے پرواہی و بے اعتنائی برتنے والوں کے لئے اور زیادہ گمراہی کا سبب بنتی ہے اور ایسی مثالوں سے صرف ایسے سرکش لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں جو فاسق یعنی اطاعت خداوندی سے نکل جانے والے ہیں جبکہ جن لوگوں میں ذرا بھی خدا خوفی ہوتا ہے وہ تو ہدایت ہی حاصل کر لیتے ہیں۔

جانور کے معنی

جانوروں کے لئے عربی زبان میں لفظ حیوان استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں:

حيوان مائيّ نباتيّ لا فقّاريّ، من رُتْبة الإسفنجيّات، ليفيّ ذو مسامّ واسعة، يُشكّل غالبًا مستعمرات غير منتظمة الشكل ملتصقة بالسطح تحت الماء، ويتغذَّى على الجزئيّات العضويَّة التي تصل إلى خلاياه مع تيّار الماء.[4]

جانور کے لیے انگریزی میں لفظ animal استعمال ہوا ہے جس کے معنی اور تعریف یوں بیان کیے جاسکتے ہیں:

Any living thing that is not a plant or a human[5]

قرآن میں لفظ جانور کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ

1. انعام......24 بار ذکر

اہلی جانور..... اونٹ اونٹنی بیل گائے بچھڑا بچھیا بھینس بکری بھیڑ دنبہ

2. دآبة.... ١٤ بار

رینگنے چلنے اور پیر رکھنے والے جانور

3. بہائم..... ٢ مرتبہ

انعام و بہائم میں خاص و عام کی نسبت.... انعام مخصوص چوپایوں کے ساتھ خاص ہے جبکہ بہائم سب چرنے والے جانوروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے.

4. وحوش........ ۱ مرتبہ

جنگلی جانور

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اس موضوع پر اس سے قبل درج ذیل تحقیقی کام ہوا:

#	مقالے کا عنوان	مقالہ نگار	ڈگری	یونیورسٹی	شہر	سال
1	القرآن کا تحقیقی جائزہ: تفسیر مظہری کی امثال روشنی میں	شیرین حسن	MP	SBKWU	کوئٹہ	2017
2	القرآن امثال	امداد علی	MP	UOP	پشاور	1992
3	القرآن امثال	تسنیم آرا	MA	PU	لاہور	1970
4	القرآن اور ان کی حکمتیں امثال	حامد اختر	MA	IUB	بہاولپور	1989
5	القرآن: دروس و نصائح امثال	انعم مشتاق	BAH	GCUL	لاہور	2011
6	قرآن تاریخی و علمی تناظر میں تحقیقی امثال جائزہ	اخلاق احمد	PhD	KU	کراچی	2008
7	قرآن کریم، عربی اور پشتو ادب میں مذکور کا علمی موازنہ منتخب امثال	مقصود الرحمٰن	MP	AWKUM	مردان	2017 - 2019
8	القرآن للماوردی امثال	عبد الرشید	PhD	USINDH	جام شورو	1967

اگر ہم آرٹیکلز کی بات کریں تو وہ یہ ہیں:

- ساسولی، شیریں حسن، سید باچا آغا۔ "امثال القرآن کی ضرورت واہمیت۔" راحت القلوب 1, شمارہ۔ 1(2017)۔
- اس کے علاوہ ایک آرٹیکل قرآن میں جانوروں کا تذکرہ پر ہو چکا ہے۔

مگر ان میں سے کسی مقالے یا مجلے کے کسی تحقیقی آرٹیکل میں جانوروں کی امثلہ کا تفصیلی ذکر نہیں کیا گیا۔ جبکہ یہ موضوع انسانوں کی ہدایت کے لیے اور قرآن کو سمجھنے کے لئے انتہائی اہم ہے۔

مقالہ کا طریقہ کار اور منہج

زیر تحقیق مقالہ میں درجذیل اسالیب تحقیق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

☆ اسلوب تحقیق بیانیہ ہے۔ معروف سندی تحقیق کے طریقہ کار کو اپنایا گیا ہے۔

☆ موضوع سے متعلق بنیادی و اساسی ماخذ سے استفادہ کیا ہے۔

☆ تحقیق کی تکمیل کے لئے دستیاب جدید وسائل سے استفادہ کیا گیا ہے۔

امثلہ اور قرآن میں جانوروں کا بالعموم تذکرہ

قرآن پاک کے متعدد مقامات پر جانوروں کی امثلہ کا تذکرہ ہے مگر اس کا نام لے کر یا اس قسم کا تعین نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر قرآن پاک میں کفار کو جانوروں سے تشبیہ دی گئی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ[6]

کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سُنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں، انہیں عقل نہیں۔

ضیاء القرآن میں ہے:

کفار کی مثال ان جانوروں کی سی ہے جنہیں ہانکا جائے تو وہ ہانکنے والے کی آواز تو سنتے ہیں لیکن سمجھتے کچھ نہیں۔[7]

قرآن پاک میں جانوروں کو انسانوں کی مانند امت قرار دیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ-مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ[8]

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں اڑتا ہے مگر تم جیسی اُمّتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے:

تمام جاندار خواہ وہ چوپائے ہوں یا درندے یا پرندے، سب تمہاری طرح اُمتیں ہیں۔ یہ مُماثَلت تمام اعتبارات سے نہیں بلکہ بعض اعتبار سے ہے اور ان وجوہ کے

بیان میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ حیوانات تمہاری طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچانتے اور اسے واحد و یکتا جانتے، اس کی تسبیح پڑھتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ انسان کی طرح باہمی الفت رکھتے اور ایک دوسرے سے سمجھتے سمجھاتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ روزی طلب کرنے، ہلاکت سے بچنے، نرمادہ کی امتیاز رکھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ پیدا ہونے، مرنے، مرنے کے بعد حساب کے لئے اُٹھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ [9]

جیسے جانور مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں اسی طرح انسانوں کے بھی کئی رنگ ہوتے ہیں ہیں اور اللہ تقوی والے رنگوں کو پسند کرتا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ [10]

اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔

ضیاء القرآن میں ہے:

قدرت کی ندرت آفرینیاں یہاں ختم نہیں ہو جاتیں۔ مصور فطرت کا موقلم انسانوں، چوپایوں اور جانوروں کو مختلف رنگ آمیزیوں سے یوں آراستہ و پیراستہ کر رہا ہے کہ دل کھچے چلے جاتے ہیں۔ آنکھیں ہزار بار دیکھنے کے باوجود سیر نہیں ہوتیں اور یکبار دیگر بیینم کی آرزو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ خصوصا انسان اپنے قدو قامت، خدو خال، صباحت وملاحت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں، اپنی باطنی قوتوں، ذہنی صلاحیتوں، فطری استعدادوں میں بھی ایک حیرت انگیز تنوع پیش کرتی ہیں۔ انسانوں میں اگر یہ تفاوت نہ پایا جاتا، تو عروس کائنات کے گیسو کون سنوارتا۔ ان لق ودق صحراؤں کو چمنستان کیسے بنایا جاتا۔

اللہ تعالیٰ کی اعجاز آفرینیوں کا جتنی دقت نگاہ سے لوگ مطالعہ کریں گے حکمت ربانی کے نئے نئے جلوے رونما ہوتے جائیں گے انھیں اس تدبر اور مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا ایسا علم نصیب ہو گا جو انھیں عین

الیقین کی منزل تک پہنچائے گا اور وہاں سے حق الیقین کی منزل زیادہ دور نہیں۔ طلب صادق ہو گی تو توفیق کا ہاتھ بڑھے گا اور انھیں ان بلندیوں پر فائز کر دے گا جہاں حق الیقین کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں شک وشبہ کا غبار نہیں۔ وہاں پہنچ کر انھیں اپنے رب ذوالجلال والاکرام کی معرفت نصیب ہو گی، پھر جس خشیت سے ان کے دل معمور ہوں گے ہمارے لیے اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔[11]

اللہ تعالی نے جانوروں کی پیدائش میں بھی انسانوں کی طرح بہت سی نشانیاں رکھی ہیں ہیں اور قرآن پاک جانوروں کی پیدائش اور انسانی پیدائش کی مثال یوں بیان کرتا ہے:

وَ فِیْ خَلْقِكُمْ وَ مَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَۙ[12]

اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں کی پیدائش میں جنہیں وہ پھیلاتا ہے یقین رکھنے والی قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

تفہیم القرآن میں ہے:

> جو لوگ انکار کا فیصلہ کر چکے ہیں، یا جنہوں نے شک ہی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنا اپنے لیے پسند کر لیا ہے ان کا معاملہ تو دوسرا ہے، مگر جن لوگوں کے دل کے دروازے یقین کے لیے بند نہیں ہوئے ہیں وہ جب اپنی پیدائش پر، اور اپنے وجود کی ساخت پر، اور زمین میں پھیلے ہوئے انواع و اقسام کے حیوانات پر غور کی نگاہ ڈالیں گے تو انہیں بے شمار علامات ایسی نظر آئیں گی جنہیں دیکھ کر یہ شبہ کرنے کی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے گی کہ شاید یہ سب کچھ کسی خدا کے بغیر بن گیا ہو، یا شاید اس کے بنانے میں ایک سے زیادہ خداؤں کا دخل ہو۔[13]

قرآن میں جانوروں کی تخصیص اور امثلہ کا تذکرہ

مکڑی

مکڑی یا ہشت پا ایک شکار خور غیر فقاری جانور ہے۔ جس کا جسم دو قطعات پر مبنی ہوتا ہے۔ آٹھ ٹانگیں، بغیر جبڑے کا منہ اور بغیر پر۔ اس کے مطالعہ کو عنکبوتیات کہا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں اس کی بے شمار قسمیں پائی جاتی

ہیں۔ دنیا بھر میں پائی جانے والی مکڑیاں جگہ اور موسم کے اعتبار سے مختلف رنگ وجسامت کی حامل ہوتی ہیں۔ تمام مکڑیوں میں جالا بنانے کی صلاحیت قدرتی طور پر موجود ہوتی ہے۔ یہ جالا ریشمی لحمیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ زیادہ تر مکڑیاں اس جالے کو شکاری ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے اپنی خوراک حاصل کرتی ہیں۔ مکڑیوں کی کچھ اقسام بے ضرر ہوتی ہیں جبکہ کچھ انتہائی زہریلی بھی ہوتی ہیں۔ ان کی خوراک زیادہ تر چھوٹے کیڑے مکوڑے جیسے چیونٹی، مکھی وغیرہ ہوتی ہے۔[14]

مَثَلُ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ کَمَثَلِ الۡعَنۡکَبُوۡتِ ۚ اِتَّخَذَتۡ بَیۡتًا ؕ وَ اِنَّ اَوۡہَنَ الۡبُیُوۡتِ لَبَیۡتُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ[15]

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دُوسرے سرپرست بنا لیے ہیں اُن کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے کاش یہ لوگ علم رکھتے۔

تفسیر معارف القرآن میں ہے:

> عنکبوت مکڑی کو کہا جاتا ہے، اس کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض ان میں سے زمین میں گھر بناتی ہیں، بظاہر وہ یہاں مراد نہیں، بلکہ مراد وہ مکڑی ہے جو جالا تانتی ہے اور اس میں معلق رہتی ہے اس جالے کے ذریعہ مکھی کو شکار کرتی ہے، یہ ظاہر ہے کہ جانوروں کی جتنی قسم کے گھونسلے اور گھر معروف ہیں، یہ جالے کے تار ان سب سے زیادہ کمزور ہیں کہ معمولی ہوا سے بھی ٹوٹ سکتے ہیں۔ اس آیت میں غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں اور ان پر اعتماد کرنے والوں کی مثال مکڑی کے اس جالے سے دی ہے جو کہ نہایت کمزور ہے۔ اسی طرح جو لوگ اللہ کے سوا بتوں پر یا کسی انسان وغیرہ پر بھروسہ کرتے ہیں ان کا بھروسہ ایسا ہی ہے جیسا یہ مکڑی اپنے جالے کے تاروں پر بھروسہ کرتی ہے۔[16]

اس عبارت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارتے ہیں تو ان کی مثال مکڑی کے جالے کی طرح ہے جو انتہائی کمزور ہے۔ اور وہ یہ سمجھ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ انتہائی مضبوط ہے جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہوتی ہے ۔ اور جب اللہ انہیں پکڑے گا تو انہیں کو اندازہ ہو جائے گا۔ کہ وہ اپنی خام خیالیوں میں

تھے۔ اور جس کو وہ اپنی کل کائنات سمجھ رہے تھے۔ وہ تو مکڑی کے جالے سے زیادہ کچھ نہ تھے۔ جو بارش طوفان اور ہلکی سی ہوا سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

کتا

بھیڑیئے کی نسل سے تعلق رکھنے والا پالتو جانور ہے۔ پالتو کتا انسان کا سب سے قدیم ساتھی ہے۔ کتا اس کی نسل کے نر کو کہتے ہیں جبکہ مادہ کو کتیا کہا جاتا ہے۔

کتا پالتو بننے کے فوراً بعد ہی دنیا بھر کی ثقافتوں کا اہم جز بن گیا ہے۔ ابتدائی تہذیبوں میں اسے انتہائی اہم مقام حاصل تھا۔ بیرنگ سٹریٹ کے راستے نقل مکانی کتوں کے بغیر ممکن نہیں مانی جاتی۔ اس کے علاوہ کتے انسانوں کے لیے بے شمار خدمات سر انجام دیتے ہیں جن میں شکار، گلہ بانی، حفاظت، پولیس اور فوج کی معاونت، بطور ساتھی اور حال ہی میں معذور افراد کے لیے خصوصی معاون وغیرہ شامل ہیں۔ انہی فوائد کی بدولت اسے انسان کا سب سے بہترین دوست گردانا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں چالیس کروڑ سے زیادہ کتے موجود ہیں۔[17]

قرآن پاک میں کتے کا ذکر یوں ہے:

وَ لَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ‌ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡـكَلۡبِ‌ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ يَلۡهَثْ‌ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا‌ۚ فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ[18]

اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی وہ ہانپے یا اسکو چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔

تفسیر تفہیم القرآن میں ہے:

> وہ شخص جس کی مثال یہاں پیش کی گئی ہے، آیات الٰہی کا علم رکھتا تھا، یعنی حقیقت سے واقف تھا۔ اس علم کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ اس رویہ سے بچتا جس کو وہ غلط

جانتا تھا اور وہ طرزِ عمل اختیار کرتا جو اسے معلوم تھا کہ صحیح ہے۔ اسی عمل مطابق علم کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کو انسانیت کے بلند مراتب پر ترقی عطا کرتا۔ لیکن وہ دنیا کے فائدوں اور لذتوں اور آرائشوں کی طرف جھک پڑا، خواہشات نفس کے تقاضوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس نے ان کے آگے سپر ڈال دی، معالی امور کی طلب میں دنیا کی حرص و طمع سے بالاتر ہونے کے بجائے وہ اس حرص و طمع سے ایسا مغلوب ہوا کہ اپنے سب اونچے ارادوں اور اپنی عقلی و اخلاقی ترقی کے سارے امکانات کو طلاق دے بیٹھا اور ان تمام حدود کو توڑ کر نکل بھاگا جن کی نگہداشت کا تقاضا خود اس کا علم کر رہا تھا۔ پھر جب وہ محض اپنی اخلاقی کمزوری کی بنا پر جانتے بوجھتے حق سے منہ موڑ کر بھاگا تو شیطان جو قریب ہی اس کی گھات میں لگا ہوا تھا۔، اس کے پیچھے لگ گیا اور برابر اسے ایک پستی سے دوسری پستی کی طرف لے جاتا رہا یہاں تک کہ ظالم نے اسے ان لوگوں کے زمرے میں پہنچا کر ہی دم لیا جو اس کے دام میں پھنس کر پوری طرح اپنی متاع عقل و ہوش گم کر چکے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس شخص کی حالت کو کُتّے سے تشبیہ دیتا ہے جس کی ہر وقت لٹکی ہوئی زبان اور ٹپکتی ہوئی رال ایک نہ بجھنے والی آتش حرص اور کبھی نہ سیر ہونے والی نیت کا پتہ دیتی ہے۔ بنائے تشبیہ وہی ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی اردو زبان میں ایسے شخص کو دنیا کی حرص میں اندھا ہو رہا ہو، دنیا کا کتّا کہتے ہیں کُتّے کی جبلت کیا ہے ؟ حرص و آز۔ چلتے پھرتے اس کی ناک زمین سونگھنے ہی میں لگی رہتی ہے کہ شاید کہیں سے بوئے طعام آجائے۔ اسے پتھر ماریے تب بھی اس کی یہ توقع دور نہیں ہوتی کہ شاید یہ چیز جو پھینکی گئی ہے کوئی ہڈی یا روٹی کا کوئی ٹکڑا ہو۔ پیٹ کا بندہ ایک دفعہ تو لپک کر اس کو بھی دانتوں سے پکڑ ہی لیتا ہے۔ اس سے بے التفاتی کیجیے تب بھی وہ لالچ کا مارا توقعات کی ایک دنیا دل میں لیے، زبان لٹکائے، ہانپتا کانپتا کھڑا ہی رہے گا۔ ساری دنیا کو وہ بس پیٹ ہی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کہیں کوئی بڑی سی لاش پڑی ہو، جو کئی کتوں کے کھانے کو کافی ہو۔[19]

تفسیر ضیاء القرآن میں رقم ہے:

> کتے کی فطرت میں حرص و طمع کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جب دیکھو گلی سڑی چیزوں اور غلیظ ہڈیوں کی تلاش میں منہ لٹکائے کوچہ بکوچہ پھر رہا ہے۔ اس شخص کی مثال بھی ایسی ہے۔ حصول دولت کے لیے کتے کی طرح ہر حال میں ہانپتا پھرتا ہے۔ یعنی یہ خستہ حالی، پریشانی اور ہر وقت کا اضطراب کسی ایک منکر حق کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ جو بھی حق کو حق پہچانتے ہوئے اس سے روگردانی کرتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ اس چیز کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تاکہ غفلت کے مارے ہوش میں آئیں اور عبرت حاصل کریں۔[20]

اس آیت کی تفاسیر کو پڑھ کر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ کتے کی مثال علمائے سو کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ جو دنیا کی منفعت کے خاطر حرص و ہوس میں اللہ کی آیات کو بھی بیچنے سے گریز نہیں کرتا اور ہر کتے کی طرح اپنی زبان ہانلکتا رہتا ہے۔ اور اگر آج کے عالم دین بھی دین کو دنیا کی منفعت کی خاطر بیچیں گے تو ان کی مثال بھی اللہ کے نزدیک کتے کی طرح ہو گی۔

گدھا

گدھا، حمار یا خر، ایک ممالیہ جانور، جو چوپایوں میں گھوڑے کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سدھایا ہوا جانور ہوا ہے جس کو مال برداری اور دوسرے امور جیسے رہٹ اور ہتھ گاڑی کھینچنے اور ہل وغیرہ چلانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

گدھے یا خر کا گھوڑے کی جنس کے ساتھ ملاپ کے نتیجے میں دوغلی نسل کا جانور بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں، مادہ گھوڑی اور نر گدھے کی اخلاف کو ٹٹو کہا جاتا ہے۔ جبکہ گدھے کی مادہ اور نر گھوڑے کے اخلاف کو خچر پکارا جاتا ہے۔ گھوڑے اور گدھے کی دوغلی نسل کا جانور زیادہ مضبوط اور زیادہ مشقت کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ گدھا، زیبرا اور خچر / ٹٹو، گھوڑے کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں مگر یہ کئی خصوصیات میں عام گھوڑے سے مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک فرق کانوں کی بناوٹ کا ہوتا ہے۔ گدھے یا خر کے کان، عام گھوڑے کی نسبت بڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کی گردن نسبتاً نیغ اور جسمانی ہیئت بھی مختلف ہوتی ہے۔ کمر گھوڑے کی نسبت زیادہ سیدھی جبکہ گدھے کی دم گھوڑے کی نسبت کھردری ہوتی ہے۔ گدھے کی گردن پر بال عموماً اوپر کی جانب اگتے ہیں اور ہمیشہ سیدھے کھڑے رہتے ہیں۔

گدھے کے کھر بھی گھوڑے کی نسبت مختلف شکل کے ہوتے ہیں۔ اس کے کھر چھوٹے اور گولدار اور نسبتاً اوپر کی جانب مڑے ہوتے ہیں۔ ٹانگیں مضبوط اور ہڈیاں سخت ہوتی ہیں حالانکہ گدھے کے مشاہدے پر اس کی ٹانگیں کمزور اور کھر بہت معمولی محسوس ہوتے ہیں۔[21]

قرآن پاک میں گدھے کا ذکر یوں ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ[22]

ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا (اس) گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے، ان لوگوں کی بہت بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

تفسیر مفہوم القرآن میں ہے:

> یہود کے حالات بڑی وضاحت سے بہت دفعہ بیان کیے جا چکے ہیں۔ یہاں پھر اس لیے ذکر کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کے بڑے سخت دشمن تھے اور اب بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ ہدایت کی کتاب توراۃ ان کو بھی دی گئی تھی مگر انھوں نے یوں کیا کہ جیسے کتاب گدھے پر لا دی گئی ہو۔ جیسے گدھے کو اپنے اوپر لادی گئی کتابوں کا کوئی شعور نہیں ہوتا انھوں نے بھی اپنی دی گئی کتاب سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا اور اب الزام دیتے ہیں دوسروں کو۔ تو ان کو صاف صاف بتادو کہ ہم مسلمان تو رب قدوس کو مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آخرت میں جزا و سزا ضرور ملے گی اس لیے قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اگر تم اس حقیقت پر ایمان لاتے تو آج پشیمان نہ ہوتے اور نہ ہی موت سے ڈرتے۔ کیونکہ موت کا آنا اور اللہ کے سامنے اپنے اعمال کے ساتھ پیش ہونا یقینی ہے۔ اللہ کی تو یہ صفت کاملہ ہے کہ وہ پوشیدہ اور ظاہر معاملات کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ یہاں کردار یہود کے بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان عبرت حاصل کریں جو غفلت و نافرمانی میں پڑ کر

زندگیاں گزار رہے ہیں۔ ان کو بھی موت اور یوم آخرت کو یاد رکھنا چاہیے۔ یہ قرآن میں دی گئی سچی خبر ہے۔[23]

تفسیر تفہیم القرآن میں ہے:

اس فقرے کے دو معنی ہیں۔ ایک عام اور دوسرا خاص۔ عام معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں پر توراۃ کے علم و عمل، اور اس کے مطابق دنیا کی ہدایت کا بار رکھا گیا تھا، مگر نہ انھوں نے اپنی اس ذمہ داری کو سمجھا اور نہ اس کا حق ادا کیا۔ خاص معنی یہ ہیں کہ حامل توراۃ گروہ ہونے کی حیثیت سے جن کا کام یہ تھا کہ سب سے پہلے آگے بڑھ کر اس رسول کا ساتھ دیتے جس کے آنے کی صاف صاف بشارت توراۃ میں دی گئی تھی، مگر انھوں نے سب سے بڑھ کر اس کی مخالف کی اور توراۃ کی تعلیم کے تقاضے کو پورا نہ کیا۔ یعنی جس طرح گدھے پر کتابیں لدی ہوں اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی پیٹھ پر کیا ہے، اسی طرح یہ توراۃ کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ کتاب کس لیے آئی ہے اور ان سے کیا چاہتی ہے۔ یعنی ان کا حال گدھے سے بھی بدتر ہے۔ وہ تو سمجھ بوجھ نہیں رکھتا اس لیے مغرور ہے۔ مگر یہ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ توراۃ کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اس کے معنی سے ناواقف نہیں ہیں۔ پھر بھی یہ اس کی ہدایات سے دانستہ انحراف کر رہے ہیں، اور اس نبی کو ماننے سے قصداً انکار کر رہے ہیں جو توراۃ کی رو سے سراسر حق پر ہے۔ یہ نافہمی کے قصور وار نہیں ہیں بلکہ جان بوجھ کر اللہ کی آیات کو جھٹلانے کے مجرم ہیں۔[24]

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہودی عالم انتہائی علم کے باوجود اصل علم کو چھپایا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مثال اس گدھے کی سی بیان کی ہے جو کتابوں سے لدا ہوا ہو، مگر اس کو دیکھتا نہ ہو۔ اور اگر آج کے دور میں کوئی عالم دین ایسا کرے تو اس کی مثال بھی گدھے کی سی ہو گی۔

ایک اور مقام پر ہے:

كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ[25]

اور وہ بدھکے ہوئے گدھوں کی طرح ہیں۔

تفسیر تدبر قرآن میں ہے:

یہ ان کی وحشت زوگی کی مثال ہے۔ فرمایا کہ ان کا حال ان بدکے ہوئے گدھوں کا ہے جو شیر سے ڈر کے بھاگے ہوں۔ 'تسورۃ' شیر کو کہتے ہیں۔ گدھے اور گورخر وغیرہ شیر کی آواز سن کر بھاگے ہوں تو وہ بڑی مشکل سے قرار پکڑتے ہیں کسی طرح سے ذرا بھی کھٹکا ہو تو وہ اس طرح بھاگتے ہیں یو یا شیر ہی آگیا۔ فرمایا کہ یہی حال ان لوگوں کا ہے یہ اس یاددہانی سے ایسے سم ہے ہوئے ہیں کہ اس کا ایک حرف بھی سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔

یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ ایک حقیقت جب اتنی واضح ہو کہ آدمی کا دل اس کے انکار پر بھی مطمئن نہ ہوا اور اس کو قبول کرنے کے لیے بھی تیار نہ ہو تو اس سے اس کے گریز و فرار کی شکل یہی ہوتی ہے جو اسی مثال میں واضح فرمائی گئی ہے اس کی خواہش اور کوشش ہر وقت رہتی ہے کہ کسی طرف سے اس کے کانوں میں کوئی ایسی آواز نہ پڑے پائے جو اس حقیقت کو یاد دلائے۔[26]

اس آیت سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ قیامت کے دن کافر گدھوں کی طرح ہانکے جائیں گے۔ جب کہ وہ یوں ہونگے جیسے وہ شیر سے ڈر کر بھاگ گئے ہوں جبکہ دنیا میں جب انہیں اللہ کا ذکر سنایا جاتا تھا۔ تو اسے منہ موڑ لیتے تھے۔

قرآن پاک میں گدھے کی آواز کو برا کہا گیا ہے، اور مومنوں کو گدھے کی سی آواز نکالنے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ[27]

اور اپنی چال میں میانہ روی رکھ اور اپنی آواز کچھ نیچی رکھ، بے شک سب آوازوں سے بری یقیناً گدھوں کی آواز ہے۔

تفسیر القرآن از عبد السلام بھٹوی میں اس آیت میں موجود حکمتیں یوں رقم ہیں:

بلا ضرورت اونچی آواز سے بولنے اور چیخنے کی مثال گدھے کی آواز جیسی ہے اور تمام آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کے چیخنے چلانے کی آوازوں کو ''زَفِیرٌ'' اور ''شَهِیقٌ'' (گدھے کی آواز) کہا ہے۔ (دیکھیے ہود:۱۰۶) کفار جب جہنم میں پھینکے جائیں گے تو اس کی خوف ناک آواز جو انھیں سنائی دے گی، اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ''شَهِيقًا'' فرمایا ہے۔ (دیکھیے ملک:۷) اس سے گدھے کی آواز کا شدید مکروہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ رازی نے یہاں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ ہر جانور جب بولتا ہے تو اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ تکان کی وجہ سے بول رہا ہے یا بوجھ سے یا خوف یا مار کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، صرف گدھا ایسا جانور ہے جو کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں بولتا، وہ نہ بوجھ کی وجہ سے بولتا ہے نہ مارنے سے، حتیٰ کہ اگر اسے جان سے مار دیا جائے تو بھی نہیں بولتا اور بولتا ہے تو بلا ضرورت ہی بولتا چلا جاتا ہے۔ اس لیے اس کی آواز سب سے زیادہ بری لگنے کی ایک وجہ اس کی کرختگی اور شدت کے علاوہ یہ بھی ہے۔[28]

عبد السلام بھٹوی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا[29]

جب تم مرغوں کے چیخنے کی آواز سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، کیونکہ انھوں نے کوئی فرشتہ دیکھا ہے اور جب تم گدھے کے رینکنے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ اس نے کوئی شیطان دیکھا ہے۔

یہ مثال دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم گدھے کی مشابہت اختیار مت کرو۔[30]

عبد السلام بھٹوی ایک اور حدیث سے استدلال پیش کرتے ہیں:

لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهِ [31]

بری مثال ہمارے لیے نہیں ہے (ہمیں اس کا مصداق نہیں بننا چاہیے) وہ شخص جو اپنے ہبہ کو واپس لیتا ہے، وہ کتے کی طرح ہے، جو اپنی قے چاٹ لیتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر اور اس نے استدلال کی ہوئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ اور ایک مومن کو یہ نصیحت کی جارہی ہے کہ وہ اپنی آواز میں میانہ روی کا مظاہرہ کرے اور اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو بھی اپنی اونچی آواز سے تکلیف نہ دے۔ اور جو کوئی کوئی اونچا بولتا ہے اور میانہ روی کا مظاہرہ نہیں کرتا تو وہ گدھے کی طرح ہے۔

حاصل بحث

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی رشد وہدایت کے لیے اپنے برگزیدہ رسولوں اور پیغمبروں کو مبعوث فرمایا جو گمراہی اور جہالت میں ڈوبی ہوئی بنی نوع کو صراط مستقیم سے ہمکنار کرتے۔ سید الانبیاء ختمی المرتبت حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو قرآن جیسا عظیم معجزہ عطاء فرمایا۔ قرآن مجید امت مسلمہ کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ایک عظیم تحفہ ہے۔ اس سچی اور لاریب کتاب میں گزشتہ اقوام کے واقعات اور مستقبل کی پیشین گوئیاں بھی بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب مقدس حق اور باطل کے درمیاں فیصلہ کرنے والی ہے۔ قرآن کریم سراپا نصیحت، حکمت ودانائی کی باتوں سے اور لبریز سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ نزول قرآن سے لے کر لمحہ موجودہ تک مختلف زاویوں سے اس کی توضیحات وتفسیرات سامنے آرہی ہیں لیکن اس کے مصارف ہیں کہ ختم نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے توحید، رسالت، آخرت اور دیگر مضامین کو سمجھانے کے لیے مثالیں بیان کی ہیں تاکہ ان مثالوں کی روشنی میں بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔ مثال کی صورت میں کی گئی بات دلچسپی کا باعث ہوتی ہے اور مخاطب کو جلد سمجھ آجاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف اقسام کے جانوروں کی مثالیں بیان فرماکر انسان کو بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ یہ امثال بھی اپنے اندر ایک ضابطہ حیات کا درجہ رکھتے ہیں۔ جس کے سامنے کفر وشرک کے تمام اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور ایمان کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

قرآن پاک علم وحکمت کا ایک ایسا ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے کہ جس قدر اس میں غوروخوض اور تدبر کیا جائے اس قدر علم اور حکمت کی موتی ہاتھ آسکتی ہیں۔ اس پر عمل کرنے اور اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اس کو بطورِ راہنما شامل رکھنے کی صدائے عام ہے۔ قرآن پاک میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے آج مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے، اور تدبر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کم از کم اس کا ترجمہ ہی سیکھنے کی ہمت کی جائے، ہم نے اب تک اس کے ظاہری مفہوم ومطلب سیکھنے کی بھی کوشش نہیں کی ہے، چہ جائے کہ اس عظیم کتاب کے علوم ومعارف اور

اسرار و حکم تک ہماری رسائی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق کاملہ عطاء فرمائیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] سرور، مولانا عبداللہ، "علوم القرآن"، لاہور: مکتبہ محمدیہ، طبع سوم، 2011ء، ص363

Sarwar, Maulana Abdullah. "Ilm al-Quran" [Science of the Quran]. Lahore: Maktaba-i-Mohammadiya, 3rd edition, 2011, p. 363.

[2] نسفی، ابو البرکات، عبداللہ بن احمد بن محمد، مولانا شمس الدین (مترجم)، "مدارک التنزیل حقائق التاویل"، لاہور: مکتبۃ العلم، (س۔ن)، ص75

Nasafi, Abul Barkat, Abdullah bin Ahmad bin Muhammad. Maulana Shamsuddin (translator). "Madarik al-Tanzil Haqaiq al-Tawil" [Evidence of Revelation, Realities of Interpretation]. Lahore: Maktaba al-Ilm, n.d., p. 75.

[3] البیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، "شعب الایمان للبیہقی"، بیروت، دار الکتب العلمیہ، باب الحادی عشر من شعب الایمان وھو باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، 2/727

Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Husayn. "Shu'ab al-Iman li'l-Bayhaqi" [Branches of Faith according to Bayhaqi]. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyah, Chapter 11 from Shu'ab al-Iman, which is the chapter on fear of Allah, 2/727.

[4] أحمد مختار عبد الحمید، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ عالم الکتب، 2008ء، 1/94

Ahmad Mukhtar Abdul Hamid. "Mu'jam al-Lughah al-Arabiya al-Mu'asirah" [Dictionary of Contemporary Arabic Language]. Alam al-Kutub, 2008, 1/94.

[5] Sally Wehmeier ;AS Hornby, Oxford advanced learner's dictionary of current English , Oxford University press, New York,2000A.D,p.100

[6] بقرۃ 2:171

Surah Al-Baqarah 2:171.

[7] کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1399ھ، 1/115

Karam Shah, Pir. "Zia-ul-Quran" [Light of the Quran]. Lahore: Zia-ul-Quran Publications, 1399 AH, 1/115.

[8] انعام 6:38

Surah Al-An'am 6:38.

[9] ابو صالح، محمد قاسم عطاری، تفسیر صراط جنان،

https://www.dawateislami.net/magazine/ur/kutub-ka-taruf/sirat-ul-jinan-tafseer-ul-quran

Abu Saleh, Muhammad Qasim Attari. "Tafsir Sirat-ul-Jinan." Available at: https://www.dawateislami.net/magazine/ur/kutub-ka-taruf/sirat-ul-jinan-tafseer-ul-quran

[10]فاطر 24:35

Surah Fatir 35:24.

[11]کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، 4/152-153

Karam Shah, Pir. "Zia-ul-Quran," 4/152-153.

[12]الجاثیہ 4:45

Surah Al-Jathiya 45:4.

[13]مودودی، سید ابوالعلی، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1949ء، 4/580

Maududi, Syed Abul A'la. "Tafheem al-Quran" [Understanding of the Quran]. Lahore: Idara Tarjuman al-Quran, 1949, 4/580.

[14] https://ur.wikipedia.org/wiki/مکڑی retrieved on 6/26/2023

[15]العنکبوت 41:29

Surah Al-Ankabut 29:41.

[16]محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، کراچی: ادارہ المعارف، 2008ء، 6/250

Shafi, Muhammad. "Ma'arif al-Quran" [Understanding of the Quran]. Karachi: Idara Ma'arif, 2008, 6/250.

[17] https://ur.wikipedia.org/wiki/کتا retrieved on 6/26/2023

[18]الاعراف 176:7

Surah Al-A'raf 7:176.

[19]مودودی، سید ابوالعلی، تفہیم القرآن، 2/100-102

Maududi, Syed Abul A'la. "Tafheem al-Quran," 2/100-102.

[20]کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، 2/102

Karam Shah, Pir. "Zia-ul-Quran," 2/102.

[21] https://ur.wikipedia.org/wiki/گدھا retrieved on 6/26/2023

[22]الجمعہ 5:62

Surah Al-Jumu'ah 62:5.

[23]رفعت اعجاز، تفسیر مفہوم القرآن، لاہور: بیت القرآن، 2006ء، 6/207-208

Rafat Ajaz. "Tafsir Mafhoom al-Quran" [Interpretation of the Meaning of the Quran]. Lahore: Beit-ul-Quran, 2006, 6/207-208.

[24]مودودی، سید ابوالعلی، تفہیم القرآن، 5/489

Maududi, Syed Abul A'la. "Tafheem al-Quran," 5/489

[25]المدثر 50:73

Surah Al-Muddaththir 74:50.

[26]اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن، لاہور: فاران فاران فاؤنڈیشن، 2009ء، 8/440

Aslahi, Amin Ahsan. "Tadabbur-e-Quran" [Reflection on the Quran]. Lahore: Faran Foundation, 2009, 8/440.

[27]اللقمان 19:31

Surah Luqman 31:19.

[28]عبدالسلام بھٹوی، تفسیر القرآن الکریم، لاہور: دارالاندلس، (س،ن)، 3/528

Abdul Salam Bhutoi. "Tafsir al-Quran al-Kareem" [Interpretation of the Noble Quran].

Lahore: Dar al-Andalus, 3/528.

[29] بخاري، محمد بن اسماغيل، كتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم،(3303)
Al-Bukhari, Muhammad Ibn Ismaheel, Kitab al-Khaqid al-Khalq, Chapter Khair Maal al-Muslim Ghanm, (3303)

[30] عبد السلام بھٹوی، تفسیر القرآن الکریم،3/528
Abdul Salam Bhutoi. "Tafsir al-Quran al-Kareem," 3/528.

[31] بخاري، محمد بن اسماغيل، كتاب الهبة، باب لا يحل لأحد أن يرجع في هبته و صدقته ،(2622)
Bukhari, Muhammad bin Isma'al. "Kitab al-Hiba" [Book of Gifts], Chapter: Nao Ane Hus Thay Reaghat To Kaleem Hus Ghaftwar Cherte Bek, (2622).